

مملکت سعودی عرب
وزارت اسلامی امور واوقاف ودعوت وارشاد

العقيدة الواسطية

اسلامی عقیدہ

تألیف
شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ
سعید احمد بن قمر الزماں

(برائے مفت تقسیم)

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله وكفى بالله شهيداً، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له إقراراً به وتوحيداً، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسليماً مزيداً.

امابعد! فرقہ ناجیہ کا عقیدہ جو قیامت تک راہ حق پر کامیابی کے ساتھ گامزن رہے گا جسے ہم اہل السنت والجماعت کا عقیدہ کہتے ہیں' یہ ہے:

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھنا ہے۔

ایمان باللہ کے معنیٰ

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے لیے یا اس کے رسول' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ

کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں انہیں اس کی شایان شان طریقے سے بلا تاویل و تفویض اور بلا تمثیل و تعطیل تسلیم کرنا ہے' بلکہ ان صفات پر ایمان اس طور پر ہو گا کہ: ﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير﴾

[سورة الشورى: الآية ١١].

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں' وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔

اس ذات پاک نے جن صفات سے اپنی ذات کو موصوف کیا ہے نہ تو اس کی نفی کی جائے گی اور نہ ان کلمات کو ان کے حقیقی معانی و مفہوم سے ہٹایا جائے گا اور نہ اس کے اسماء اور صفات میں کوئی تحریف و تبدیلی کی جائے گی اور نہ اس کی مخلوقات کی صفات سے تشبیہ دی جائے گی کیونکہ اللہ تعالی ایسی ذات پاک اور ستودہ صفات ہے جس کی کوئی نظیر نہیں؛ جس کا کوئی شریک نہیں' جس کے کوئی مشابہ نہیں۔ اس کی ذات کو اس کی مخلوقات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ وہی اپنی ذات و صفات کو سب سے اچھی طرح جانتا اور پہچانتا ہے اور وہ کلام میں سچا اور طرز بیان میں بہترین ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے سچے رسول ہیں اور وہ ان لوگوں سے مختلف ہیں جو اس کے متعلق ایسی باتیں کہتے ہیں جس کو وہ خود نہیں کرتے' اسی سلسلے میں ارشاد باری تعالی ہے:

﴿سبحان ربك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين

والحمد لله رب العالمين﴾ [سورة الصافات: الآية ١٨٠].

ترجمہ: پاک ہے آپ کا پروردگار بڑی عظمت والا پروردگار' ان چیزوں سے جو لوگ بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر اور ساری خوبیاں اللہ پروردگار عالم کے لیے ہیں۔ (الصافات: ۱۸۰)

چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی ذات کو ان باتوں سے بری الذمہ فرمایا جو رسولوں کے مخالفین اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور رسولوں کو سلامتی کا مژدہ سنایا کیونکہ وہ اس کو نقص و عیب سے پاک وصاف سمجھتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالی نے اپنی ذات و صفات سے متعلق ان تمام چیزوں کو جمع فرمایا جو نفی و اثبات کرتے ہوئے اللہ تعالی نے بذات خود اپنے لیے بیان فرمایا ہے۔ لہذا اہل سنت والجماعت ان تمام چیزوں سے جو انبیاء کرام لے کر آئے ہیں سرمو انحراف نہیں کرسکتے کیونکہ وہی صراط مستقیم ہے جسے اللہ تعالی نے انبیاء و صدیقین اور شہداء اور صالحین کے لیے بطور انعام مرحمت فرمایا ہے۔

اور اس اصول کے تحت وہ تمام صفات آجاتی ہیں جو اس نے خود سورہ اخلاص میں جو قرآن کریم کے ایک تہائی حصے کے مساوی ہے' اپنی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

﴿قل هو الله أحد. الله الصمد. لم يلد ولم يولد. ولم يكن له كفوًا أحد﴾ [سورة الإخلاص].

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔
(سورہ: الاخلاص)

اسی طرح قرآن کریم کی ایک عظیم آیت میں اپنی صفات یوں بیان فرمائی ہیں:

﴿الله لا إله إلا هو الحيّ القيوم لا تأخذه سنة ولا نوم له ما في السموات وما في الأرض من ذا الذي يشفع عنده إلا بإذنه يعلم ما بين أيديهم وما خلفهم ولا يحيطون بشيء من علمه إلا بما شاء وسع كرسيه السموات والأرض ولا يؤوده حفظهما وهو العليّ العظيم﴾

ترجمہ: اللہ (وہ ہی ہے) کوئی معبود اس کے سوا نہیں، وہ زندہ ہے سب کا سنبھالنے والا ہے، اسے نہ اونگھ آسکتی ہے نہ نیند، اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، کون ایسا ہے جو اس کے سامنے بغیر اس کی اجازت کے سفارش کرسکے، وہ جانتا ہے جو کچھ مخلوقات کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے، اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو بھی گھیر نہیں سکتے سوائے اس کے کہ جتنا وہ خود چاہے۔ اس کی کرسی نے سما رکھا ہے آسمانوں اور زمین کو اور اس پر ان کی نگرانی ذرا بھی گراں نہیں اور وہ عالیشان ہے،

عظیم الشان ہے۔ (سورہ البقرہ : ۲۵۵)

اس عظمت کی وجہ سے آیۃ الکرسی کی یہ فضیلت ہے کہ جس شخص نے رات کو سوتے وقت اس کو پڑھ لیا تو اللہ تعالی کی طرف سے صبح ہونے تک ایک محافظ (فرشتہ) مقرر ہو جاتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں ہوتا۔

اللہ تعالی کی صفات عالیہ کے سلسلہ میں مزید اللہ تعالی کے ارشادات قرآن کریم میں ان الفاظ میں وارد ہوئے ہیں :

﴿هو الأول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيء عليم﴾

وہی (سب سے) پہلے اور (سب سے) پیچھے ہے اور وہی ظاہر و مخفی بھی اور وہی ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ (سورہ الحدید : ۳)

﴿وتوكل على الحي الذي لا يموت﴾

اور آپ اس زندہ (ہستی) پر بھروسہ رکھیے' جسے کبھی موت نہیں۔ (سورہ الفرقان : ۵۸)

﴿وهو العليم الحكيم﴾ ﴿وهو العليم الخبير﴾

وہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے' وہ خوب جاننے والا' بڑا باخبر ہے۔

﴿يعلم ما يلج في الأرض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها﴾

وہ اسے بھی جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور (اسے بھی جانتا ہے) جو چیز اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے۔ (سورہ الحدید : ۴)

﴿وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو ويعلم ما في البر والبحر وما تسقط من ورقة إلا يعلمها ولا حبة في ظلمات الأرض ولا رطب ولا يابس إلا في كتاب مبين﴾

اور اسی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں، انہیں بجز اس کے کوئی نہیں جانتا اور وہی جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر یہ کہ وہ اسے جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کی تاریکیوں میں نہیں گرتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز مگر (یہ کہ یہ سب) روشن کتاب میں موجود ہے۔
(سورہ الانعام : ۵۹)

﴿وما تحمل من أنثى ولا تضع إلا بعلمه﴾

اور عورت کو جو کچھ حمل رہتا ہے یا جو وہ جنتی ہے سب اس کے علم سے ہوتا ہے۔ (سورہ فاطر : ۱۱)

﴿لتعلموا أن الله على كل شيء قدير وأن الله قد أحاط بكل شيء علما﴾

تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ ہر شے کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہے۔ (سورہ الطلاق : ۱۲)

﴿إن الله هو الرزاق ذو القوة المتين﴾
بیشک اللہ تعالیٰ خود ہی سب کو روزی دینے والا اور مضبوط قوت والا ہے۔ (سورہ الذاریات : ۵۸)

﴿ليس كمثله شيء وهو السميع البصير﴾
کوئی چیز اس کے مثل نہیں اور وہی (ہر بات کا) سننے والا ہے (ہر چیز کا) دیکھنے والا ہے۔(سورہ الشوریٰ : ۱۱)

﴿إن الله نعما يعظكم به إن الله كان سميعاً بصيراً﴾
بے شک اللہ تم کو بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے بے شک اللہ سننے والا ہے بڑا دیکھنے والا ہے۔(سورہ النساء : ۵۸)

﴿ولولا إذ دخلت جنتك قلت ما شاء الله لا قوة إلا بالله﴾
اور تو جو اپنے باغ میں داخل ہوا تو تو نے یہ کیوں نہ کہا کہ اللہ جو چاہتا ہے (وہی ہوتا ہے) اور کسی میں قوت نہیں بجز اللہ (کی مدد) کے۔(سورہ الکہف : ۳۹)

﴿ولو شاء الله ما اقتتلوا ولكن الله يفعل ما يريد﴾
اور اگر اللہ کی مشیت ہی ہوتی تو وہ آپس میں خونریزی نہ کرتے، لیکن اللہ وہی کرتا ہے جو ارادہ کرلیتا ہے۔(سورہ البقرہ : ۲۵۳)

﴿أحلت لكم بهيمة الأنعام إلا ما يتلى عليكم غير

محلي الصيد وأنتم حرم إن الله يحكم ما يريد﴾

تمہارے لیے چوپائے مویشی جائز کیے گئے ہیں بجز (ان چیزوں کے) جن کا ذکر تم سے کیا جاتا ہے' ہاں شکار اس حال میں کہ تم احرام میں ہو' جائز نہیں۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے' حکم دیتا ہے۔ (سورہ المائدہ : ۱)

﴿فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للإسلام ومن يرد أن يضله يجعل صدره ضيقا حرجاً كأنما يصعد في السماء﴾

اللہ کسی کے لیے ارادہ کرلیتا ہے کہ اسے ہدایت نصیب کردے تو وہ اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور جس کے لیے وہ ارادہ کرلیتا ہے کہ اسے گمراہ رکھے اس کے سینہ کو وہ تنگ اور بہت تنگ کردیتا ہے جیسے اسے آسمان میں چڑھنا پڑ رہا ہو۔ (سورہ الانعام : ۱۲۵)

﴿وأحسنوا إن الله يحب المحسنين﴾

اور اچھے کام کرتے رہو یقیناً اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (سورہ البقرہ : ۱۹۵)

﴿وأقسطوا إن الله يحب المقسطين﴾

عدل اور انصاف کرتے رہو' یقیناً اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ (سورہ الحجرات : ۹)

﴿إن الله يحب التوابين ويحب المتطهرين﴾

بے شک اللہ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے۔(سورہ البقرہ : ۲۲۲)

﴿قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔(سورہ آل عمران ۳۱)

﴿فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه﴾

اللہ عنقریب ایسے لوگوں کو (وجود میں) لے آئے گا جنہیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ اسے چاہتے ہوں گے۔(سورہ المائدہ : ۵۴)

﴿إن الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفًا كأنهم بنيان مرصوص﴾

اللہ تو ایسے لوگوں کو چاہتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔(سورہ الصف : ۴)

﴿وهو الغفور الودود﴾

وہی بڑی مغفرت کرنے والا اور نہایت محبت کرنے والا ہے۔

﴿ربنا وسعت كل شيء رحمة وعلماً﴾

اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

(سورہ غافر: ۷)

﴿وكان بالمؤمنين رحيما﴾

وہ مومنوں کے ساتھ بڑا رحم کرنے والا ہے۔

﴿ورحمتي وسعت كل شيء﴾

اور میری رحمت تو ہر چیز پر پھیلی ہوئی ہے۔ (سورہ الاعراف : ۱۵۶)

﴿كتب ربكم على نفسه الرحمة﴾

اس نے اپنے اوپر رحمت لازم کرلی ہے۔ (سورہ الانعام : ۱۲)

﴿وهو الغفور الرحيم﴾

وہ بڑی مغفرت کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

﴿فالله خيرٌ حافظاً وهو أرحم الراحمين﴾

سو اللہ ہی سب سے بڑھ کر نگہبان ہے اور وہی سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔ (سورہ یوسف : ۶۴)

﴿رضي الله عنهم ورضوا عنه﴾

اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔

﴿ومن يقتل مؤمنا متعمداً فجزاؤه جهنم خالداً فيها وغضب الله عليه ولعنه﴾

اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کردے، تو اس کی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور اللہ اس پر غضبناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا۔

(النساء : ۴۳)

﴿ذلك بأنهم اتبعوا ما أسخط الله وكرهوا رضوانه﴾

یہ سب اس سبب سے ہو گا کہ یہ اس راہ پر چلے جو طریقہ اللہ کی ناخوشی کا تھا اور اس کی رضا سے بیزار رہے۔(محمد : ۲۸)

﴿فلما أسفونا انتقمنا منهم﴾

پھر جب ان لوگوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے بدلہ لے لیا۔ (الزخرف : ۵۵)

﴿ولكن كره الله انبعاثهم فثبطهم﴾

لیکن اللہ نے ان کے جانے کو پسند ہی نہ کیا اس لیے انہیں جما رہنے دیا۔(التوبہ:۴۶)

﴿كبر مقتا عند الله أن تقولوا ما لا تفعلون﴾

اللہ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضگی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرتے نہیں۔(سورہ الصف : ۳)

﴿هل ينظرون إلا أن يأتيهم الله في ظلل من الغمام والملائكة وقضي الأمر﴾

یہ لوگ تو بس اسی کا انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے پاس اللہ بادل کے سائبان میں آجائے اور فرشتے بھی اور قصہ ہی ختم ہو جائے۔ (سورہ البقرہ: ۲۱۰)

﴿هل ينظرون إلا أن تأتيهم الملائكة أو يأتي ربك

﴿أو يأتي بعض آيات ربك﴾
یہ لوگ (گویا) صرف اس کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا آپ کا پروردگار خود آئے یا تیرے پروردگار کی کوئی (بڑی) نشانی آجائے۔
(سورہ الانعام : ۱۵۸)
﴿كلا إذا دكت الأرض دكا دكا وجاء ربك والملك صفا صفا﴾
یہ بات ہرگز نہیں (کہ عذاب نہ ہوگا) جس وقت زمین کو توڑ توڑ کر ریزہ ریزہ کردیا جائے گا اور آپ کا پروردگار اور فرشتے قطار در قطار آئیں گے۔
(سورہ الفجر : ۲۱)
﴿ويوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائكة تنزيلا﴾
اور جس روز آسمان پھٹ جائے گا ایک بدلی پر سے اور فرشتے بکثرت اتارے جائیں گے۔ (سورہ الفرقان : ۲۵)
﴿ويبقى وجه ربك ذو الجلال والإكرام﴾
اور صرف آپ کے پروردگار کا چہرہ عظمت واحسان والا باقی رہ جانے والا ہے۔ (سورہ الرحمٰن : ۲۷)
﴿كل شيء هالك إلا وجهه﴾
ہر چیز فنا ہونے والی ہے بجز اس کے چہرے کے۔ (سورہ القصص: ۸۸)
﴿وما منعك أن تسجد لما خلقت بيدي﴾

تجھے کس چیز نے اس کے روبرو سجدہ کرنے سے روکا، جسے میں نے اپنے دست خاص سے بنایا ہے۔ (سورہ ص : ۷۵)

﴿وقالت اليهود يد الله مغلولة غلت أيديهم ولعنوا بما قالوا بل يداه مبسوطتان ينفق كيف يشاء﴾

اور یہودی کہتے ہیں کہ خدا کا ہاتھ بند ہو گیا، ہاتھ ان ہی کے بند ہوں اپنے اس کہنے سے یہ ملعون ہو گئے اللہ کے تو دونوں ہاتھ خوب کھلے ہوئے ہیں، وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ (سورہ المائدہ : ۶۴)

﴿فاصبر لحكم ربك فإنك بأعيننا﴾

اور اپنے پروردگار کی تجویز پر صبر سے قائم رہیے اس لیے کہ آپ تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ (الطور: ۴۸)

﴿وحملناه على ذات ألواح ودُسر تجرى بأعيننا جزاء لمن كان كفر﴾

اور ہم نے ان (نوح) کو سوار کردیا تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر جو ہماری نگاہوں کے سامنے رواں تھی۔ بطور بدلہ اس کی خاطر جس کی نافرمانی کی گئی۔ (سورہ القمر : ۱۳-۱۴)

﴿وألقيت عليك محبة مني ولتصنع على عيني﴾

اور میں نے تمہارے اوپر اپنی طرف سے محبت کا اثر ڈال دیا تھا اور تاکہ تم کو میری نگاہوں کے سامنے پرورش کیا جائے۔ (سورہ طٰہٰ : ۳۹)

﴿قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها وتشتكي إلى الله والله يسمع تحاوركما إن الله سميع بصير﴾

اللہ نے بے شک اس عورت کی بات سن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے بارے میں رد و بدل کہہ رہی تھی اور اللہ سے فریاد کررہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا اور اللہ تو (سب کچھ) سننے والا اور (سب کچھ) دیکھنے والا ہے۔ (المجادلہ:۱)

﴿لقد سمع الله قول الذين قالوا إن الله فقير ونحن أغنياء﴾

بے شک اللہ نے ان لوگوں کا قول سن لیا ہے جنہوں نے کہا ہے کہ اللہ مفلس ہے اور ہم مالدار ہیں۔ (سورہ ال عمران : ۱۸۱)

﴿أم يحسبون أنا لا نسمع سرهم ونجواهم بلى ورسلنا لديهم يكتبون﴾

کیا ان کا یہ خیال ہے کہ ان کے رازوں کو اور ان کی سرگوشیوں کو سن نہیں رہے ہیں؟ ضرور (سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس لکھتے بھی جاتے ہیں۔ (سورہ الزخرف : ۸۰)

﴿إنني معكما أسمع وأرى﴾

تم دونوں کے ساتھ تو ہوں میں (سب) سنتا اور دیکھتا ہوں۔ (طہ)

﴿ألم يعلم بأن الله يرى﴾

کیا اسے خبر نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ (العلق:۱۴)

﴿الذي يراك حين تقوم وتقلبك في الساجدين﴾

وہ (اللہ تعالیٰ) آپ کو کھڑے ہوتے ہوئے اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا رہتا ہے۔ (سورہ الشعراء : ۲۱۸)

﴿إنه هو السميع العليم﴾

بے شک وہ بڑا ہی سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ (الشعراء ۲۲۰)

﴿وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمؤمنون﴾

اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ سو تمہارے عمل کو اللہ اور اس کا رسول اور مومنین ابھی دیکھے لیتے ہیں۔ (سورہ التوبہ : ۱۰۵)

﴿وهو شديد المحال﴾

حالانکہ وہ بڑا ہی زبردست قوت والا ہے۔ (سورہ الرعد : ۱۳)

﴿ومكروا ومكر الله والله خير الماكرين﴾

اور انہوں نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب خفیہ تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔ (ال عمران: ۵۴)

﴿ومكروا مكرا ومكرنا مكرا وهم لا يشعرون﴾

اور ایک چال وہ چلے اور ایک چال ہم چلے اور (ہماری چال کی) انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔ (سورہ النمل : ۵۰)

﴿إنهم يكيدون كيداً وأكيد كيداً﴾

یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں۔
(سورہ اعلیٰ : ۱۵)

﴿إن تبدوا خيراً أو تخفوه أو تعفوا عن سوء فإن الله كان عفوًا قديراً﴾

تم کسی بھلائی کو ظاہر کرو یا چھپاؤ یا کسی برائی سے درگزر کر جاؤ تو اللہ تو (بہرصورت) بڑا معاف کرنے والا ہے' بڑا قدرت والا ہے۔(سورہ النساء ۱۴۹)

﴿وليعفوا وليصفحوا ألا تحبون أن يغفر الله لكم والله غفور رحيم﴾

اور چاہئے کہ معاف کرتے رہیں اور درگزر کرتے رہیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرتا رہے بے شک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔(سورہ النور : ۲۲)

﴿ولله العزة ولرسوله﴾

اور عزت تو صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔
اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ابلیس کے متعلق ہے :

﴿فبعزتك لأغوينهم أجمعين﴾

مجھ کو بھی تیری ہی عزت کی قسم کہ میں سب کو بہکاؤنگا۔(سورہ ص ۸۲)

﴿تبارك اسم ربك ذي الجلال والإكرام﴾

بڑا بابرکت نام ہے آپ کے پروردگار عظمت والے' احسان والے کا۔
(سورہ الرحمٰن : ۷۸)

﴿فاعبده واصطبر لعبادته هل تعلم له سميا﴾

سو تو اس کی عبادت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ' بھلا تو کسی کو اس کا ہم صفت جانتا ہے۔ (سورہ مریم : ٦٥)

﴿ولم يكن له كفوًا أحد﴾

اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔ (سورہ الاخلاص : ۴)

﴿فلا تجعلوا لله أنداداً وأنتم تعلمون﴾

سو تم اللہ کے ہمسر نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے بوجھتے بھی ہو (سورہ البقرہ: ۲۲)

﴿ومن الناس من يتخذ من دون الله أنداداً يحبونهم كحب الله﴾

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو بھی شریک بنائے ہوئے ہیں' ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی اللہ سے رکھنا چاہیے۔ (سورہ البقرہ : ۱٦۵)

﴿وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له وليّ من الذل وكبره تكبيراً﴾

اور آپ کہیئے کہ ساری حمد اس اللہ کے لیے ہے جو نہ اولاد رکھتا ہے اور نہ حکومت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے کمزوری کی وجہ سے اور اس کی خوب بڑائیاں بیان کیجئے۔ (سورہ الاسراء : ۱۱۱)

﴿يسبح لله مافي السموات ومافي الارض له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير﴾.

اللہ ہی کی پاکی بیان کرتی ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہیں اسی کی حکومت ہے اور اس کی ہر تعریف ہے اور وہی ہر شے پر قادر ہے۔
(سورہ التغابن : ۱)

﴿تبارك الذي نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيراً الذي له ملك السموات والأرض ولم يتخذ ولداً ولم يكن له شريك في الملك وخلق كل شيء فقدره تقديراً﴾

بڑی عالی ذات ہے وہ جس نے یہ فیصلہ (کی کتاب) اپنے بندہ (خاص) پر اتاری ہے تاکہ وہ (بندہ) ساری دنیا جہاں والوں کے لیے ڈرانے والا ہو' وہی ہے کہ آسمان و زمین اس کی ملک ہیں اور اس نے کسی کو اپنی اولاد نہیں قرار دیا اور نہ اس کا کوئی حکومت میں شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا' پھر سب کا الگ الگ اندازہ رکھا۔ (سورہ الفرقان : ۱)

﴿ما اتخذ الله من ولد وما كان معه من إله إذا لذهب كل إله بما خلق ولعلا بعضهم على بعض سبحان الله عما يصفون عالم الغيب والشهادة فتعالى عما يشركون﴾

اللہ نے کسی کو بھی بیٹا نہیں قرار دیا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور

معبود ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو جدا کرلیتا اور پھر ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا' اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو اس کی نسبت بیان کرتے ہیں' وہ جاننے والا ہے پوشیدہ اور ظاہر کا' غرض ان لوگوں کے شرک سے بالاتر ہے۔ (سورہ المومنون : ۹۱)

﴿فلا تضربوا لله الأمثال إن الله يعلم وأنتم لا تعلمون﴾

سو تم اللہ کے لیے مثالیں نہ گڑھو' بے شک اللہ ہی علم رکھتا ہے اور تم علم نہیں رکھتے۔ (سورہ النحل : ۷۴)

﴿قل إنما حرم ربي الفواحش ما ظهر منها وما بطن والإثم والبغي بغير الحق وأن تشركوا بالله ما لم ينزل به سلطاناً وأن تقولوا على الله ما لا تعلمون﴾

آپ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے تو بس بے حیائیوں کو حرام کیا ہے ان میں سے جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اور گناہ کو اور ناحق کسی پر زیادتی کو اور اس کو کہ تم اللہ کے ساتھ شرک کرو جس کے لیے کوئی دلیل نہیں اتاری اور اس کو کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی بات جھوٹ لگادو جس کی تم کوئی سند نہیں رکھتے۔ (سورہ الاعراف : ۳۳)

اللہ تعالی نے اپنی ذات پاک کو قرآن کریم میں سات مرتبہ عرش پر مستوئی ہونے کو بیان فرمایا ہے۔

﴿الرحمن على العرش استوى﴾
وہ خدائے رحمن عرش بریں پر مستوی ہے۔(سورہ طٰہ : ۵)
﴿إن ربكم الله الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام ثم استوى على العرش﴾
بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا پھر عرش پر مستویٰ ہوا۔(سورہ الاعراف : ۵۴)
سورہ یونس میں ارشاد ہے:
﴿إن ربكم الله الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام ثم استوى على العرش﴾
بے شک تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر مستویٰ ہوا۔(یونس:۳)
اس طرح سورہ رعد میں فرمایا:
﴿الله الذي رفع السموات بغير عمد ترونها ثم استوى على العرش﴾
اللہ وہی تو ہے جس نے آسمانوں کو بلند کر رکھا ہے بغیر ستون کے جیسا کہ دیکھ رہے ہو پھر عرش پر مستوی ہوا۔(سورہ رعد : ۲)
سورہ فرقان میں ارشاد ہے:
﴿ثم استوى على العرش﴾

پھر عرش پر مستوی ہوا۔ (الفرقان:۵۹)

﴿الله الذي خلق السموات والأرض وما بينهما في ستة أيام ثم استوى على العرش﴾

اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا کیا چھ دنوں میں، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ (سورہ الم سجدہ : ۴)

مزید ارشاد ہے:

﴿هو الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام ثم استوى على العرش﴾

وہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے:

﴿يا عيسى إني متوفيك ورافعك إلىّ﴾

جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں تم کو موت دینے والا ہوں اور تم کو اپنی طرف (ابھی) اٹھا لینے والا ہوں۔ (سورہ ال عمران : ۵۵)

﴿بل رفعه الله إليه﴾

بلکہ ان کو اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا۔ (النساء ۱۵۸)

﴿إليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه﴾

اسی تک اچھا کلام بلند ہوتا ہے اور عمل صالح اس کو بلند کرتا ہے
(سورہ فاطر : ۱۰)

﴿یا هامان ابن لي صرحاً لعلي أبلغ الأسباب أسباب السموات فأطلع إلى إله موسى وإني لأظنه كاذباً﴾

اے ہامان میرے لیے ایک بلند عمارت بنوا کہ میں اس سے آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ (سورہ المومن : ۳۶)

﴿ءأمنتم من في السماء أن يخسف بكم الأرض فإذا هي تمور أم أمنتم من في السماء أن يرسل عليكم حاصبا فستعلمون كيف نذير﴾

کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو کہ جو آسمان میں ہے وہ کہیں تم کو زمین میں دھنسا نہ دے اور تھرتھرانے لگے، کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو کہ جو آسمان میں ہے وہ تمہارے اوپر ہوائے تند بھیج دے سو عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے۔ (سورہ الملک : ۱۶-۱۷)

﴿هو الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام ثم استوى على العرش يعلم ما يلج في الأرض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو معكم أينما كنتم والله بما تعملون بصير﴾

وہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کر دیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا وہ اسے بھی جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور اسے بھی جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمانوں سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے وہ تمہارے ساتھ (علم سے) ہے خواہ تم کہیں بھی ہو اور خوب دیکھتا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ (سورہ الحدید : ۴)

﴿ما يكون من نجوى ثلاثة إلا هو رابعهم ولا خمسة إلا هو سادسهم ولا أدنى من ذلك ولا أكثر إلا هو معهم أين ما كانوا ثم ينبئهم بما عملوا يوم القيامة إن الله بكل شيء عليم﴾

کوئی سرگوشی تین آدمیوں میں ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ پانچ آدمیوں کی جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ اس سے کم اور زیادہ مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہی ہوتا ہے خواہ وہ کہیں ہوں پھر وہ ان کو ان کے کرتوت قیامت کے دن جتلا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کی پوری خبر ہے۔ (سورہ المجادلہ : ۷)

﴿لا تحزن إن الله معنا﴾

غم نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (توبہ : ۴۰)

﴿إنني معكما أسمع وأرى﴾

تم دونوں کے ساتھ مَیں ہوں' مَیں سب سنتا اور دیکھتا ہوں۔ (طٰہٰ ۴۶)

﴿إن الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون﴾

بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کیے رہتے ہیں اور جو لوگ حسن سلوک کرتے رہتے ہیں۔ (سورہ النحل : ۱۲۸)

﴿واصبروا إن الله مع الصابرين﴾

اور صبر کرکے رہو' بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (الانفال: ۴۶)

﴿كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة بإذن الله والله مع الصابرين﴾

بارہا چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آگئی ہیں' اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (سورہ البقرہ : ۲۴۹)

﴿ومن أصدق من الله حديثا﴾

اور اللہ سے بڑھ کر کون بات کا سچا ہے۔ (سورہ النساء : ۸۷)

﴿ومن أصدق من الله قيلا﴾

اور کون اللہ سے بڑھ کر بات میں سچا ہے (سورہ النساء :۱۲۲)

﴿وإذ قال الله يا عيسى ابن مريم﴾

اس وقت کو یاد رکھیے جب اللہ عیسیٰ بن مریم سے کہے گا۔ (المائدہ : ۱۱۰)

﴿وتمت كلمة ربك صدقا وعدلا﴾

اور آپ کے پروردگار کا یہ کلام صدق و عدل کے لحاظ سے کامل ترین ہے۔(الانعام : ۱۱۵)

﴿وكلم الله موسى تكليما﴾

اور اللہ نے موسیٰ سے کلام فرمایا۔(النساء ۱۶۴)

﴿منهم من كلم الله﴾

ان میں وہ بھی ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا۔(البقرہ : ۲۵۳)

﴿ولما جاء موسى لميقاتنا وكلمه ربه﴾

اور جب موسیٰ ہمارے وقت (موعود) پر آگئے اور ان سے ان کا پروردگار ہم کلام ہوا۔(سورہ الاعراف : ۱۴۳)

﴿وناديناه من جانب الطور الأيمن وقربناه نجيا﴾

اور ہم نے انہیں طور کی داہنی جانب سے آواز دی اور ہم نے ان کو قریب بلایا راز کی گفتگو کے لیے۔(مریم : ۵۲)

﴿وإذ نادى ربك موسى أن ائت القوم الظالمين﴾

اور انہیں اس وقت کا قصہ یاد دلایئے جب آپ کے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ تم ان ظالم لوگوں (یعنی قوم فرعون) کے پاس جاؤ۔(الشعراء ۱۰)

﴿وناداهما ربهما ألم أنهكما عن تلكما الشجرة﴾

اور ان دونوں کو پکار کر ان کے پروردگار نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں

منع نہیں کردیا تھا فلاں درخت سے۔ (الاعراف : ۲۲)
﴿ويوم يناديهم فيقول ماذا أجبتم المرسلين﴾
اور جس دن اللہ ان سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے کیا جواب رسولوں کو دیا تھا۔ (القصص : ٦٥)
﴿وإن أحد من المشركين استجارك فأجره حتى يسمع كلام الله﴾
اور اگر مشرکین میں سے کوئی آپ سے پناہ کا طالب ہو تو اسے پناہ دیجئے تاکہ وہ کلام الہٰی سن سکے۔ (التوبہ : ٦)
﴿وقد كان فريق منهم يسمعون كلام الله ثم يحرفونه من بعد ما عقلوه وهم يعلمون﴾
درانحالیکہ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اللہ کا کلام سنتے ہیں، پھر اسے کچھ کا کچھ کردیتے ہیں بعد اس کے کہ اسے سمجھ چکے ہیں اور وہ اسے خوب جانتے بھی ہیں۔ (البقرہ : ۷۵)
﴿يريدون أن يبدلوا كلام الله قل لن تتبعونا كذلكم قال الله من قبل﴾
چاہتے ہیں کہ اللہ کے حکم کو بدل ڈالیں آپ کہہ دیجئے تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے، اللہ نے پہلے سے یوں ہی فرمادیا ہے۔ (الفتح : ۱۵)
﴿واتل ما أوحي إليك من كتاب ربك لا مبدل

لكلماته﴾
اور آپ پڑھ دیا کیجئے جو کچھ وحی آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی کتاب کے ذریعہ سے آتی ہے' کوئی ردوبدل اس کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔
(الکھف : ۲۷)

﴿إن هذا القرآن يقص على بني إسرائيل أكثر الذي هم فيه يختلفون﴾
بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر بہت سی ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے جن میں وہ اختلاف رکھتے ہیں۔(النحل : ۷۶)

﴿وهذا كتاب أنزلناه مبارك﴾
اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے خیر و برکت والی ہے۔
(الانعام : ۱۵۵)

﴿لو أنزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله﴾
اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اس کو دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا' پھٹ جاتا۔(الحشر : ۲۱)

﴿وإذا بدلنا آية مكان آية والله أعلم بما ينزل قالوا إنما أنت مفتر بل أكثرهم لا يعلمون﴾
اور جب ہم کسی آیت کو دوسری آیت کی جگہ بھیج دیتے ہیں اور اللہ ہی

بستر جانتا ہے جو کچھ وہ بھیجتا رہتا ہے تو یہ لوگ کہنے لگتے ہیں کہ تم تو نرے گھڑ لینے والے ہو' نہیں بلکہ ان میں سے زیادہ تر بے علم ہیں۔ (النحل : ۱۰۱)

﴿قل نزله روح القدس من ربك بالحق ليثبت الذين آمنوا وهدى وبشرى للمسلمين﴾

آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اتارا ہے تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے حق میں ہدایت وبشارت بن جائے۔ (النحل : ۱۰۲)

﴿ولقد نعلم أنهم يقولون إنما يعلمه بشر لسان الذي يلحدون إليه أعجمي وهذا لسان عربي مبين﴾

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں تو ایک آدمی سکھلا جاتا ہے (حالانکہ) جس شخص کی جانب اس کی ناحق نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ کلام تو فصیح عربی زبان میں ہے۔ (النحل ۱۰۳)

﴿وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة﴾

کتنے چہرے اس روز بشاش ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ (القیامۃ : ۲۲)

﴿على الأرائك ينظرون﴾

مسہریوں پر سے دیکھ رہے ہوں گے۔ (المطففین : ۲۳)

﴿للذين أحسنوا الحسنى وزيادة﴾

جو لوگ نیکی کرتے رہے ان کے لیے بھلائی ہے اور اس کے علاوہ بھی۔
(یونس : ۲۶)

﴿لہم ما یشاءون فیہا ولدینا مزید﴾

ان لوگوں کو وہاں سب کچھ ملے گا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس اور بھی زائد ہے۔(ق : ۳۵)

اس سلسلہ میں (یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق) قرآن کریم میں کثرت سے آیات موجود ہیں جو شخص طلب ہدایت کے خاطر قرآن کریم میں غور و فکر کرے اس کو راہ حق واضح نظر آجائے گا۔

فصل

احادیث صحیحہ سے صفات باری تعالیٰ کا ثبوت

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کثیرہ سے ثابت ہیں کیونکہ سنت' قرآن کی تفسیر و تشریح کرتی ہے اور اس کے مفہوم و معانی کی ترجمانی کرتی ہے اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صحیح احادیث میں اللہ تعالیٰ کے صفات بیان فرمائی ہیں جسے محدثین نے جانچ و پڑتال کے بعد قبول کرلیا ہے اس پر سارے لوگوں کا ایمان لانا واجب ہے۔

چنانچہ اثبات صفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات گرامی ہیں:

اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے' جب رات کا آخری ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو یہ فرماتا ہے کہ "کیا کوئی دعا کرنے والا ہے جس کی دعا میں قبول کروں' کیا کوئی سوال کرنے والا ہے جس کو عطا کروں' کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے جس کی مغفرت کروں"۔ (متفق علیہ)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جب بندہ اپنے رب سے توبہ کرتا ہے تو وہ اس سے زیادہ خوش ہوتا

ہے جتنا کہ کوئی گم شدہ اونٹ کو پالینے والا خوش ہوتا ہے" (متفق علیہ)

آپ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ ان دو شخصوں کے معاملہ کے متعلق ہنستا ہے جو ایک دوسرے کے قاتل ہوتے ہوئے بھی جنت میں چلے جائیں گے۔"

(بخاری و مسلم)

مزید فرمایا:

"اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مایوسی اور اس کے علاوہ کسی غیر سے اس کی قربت کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے اور تم لوگوں کو تنگی و مایوسی کی حالت میں مبتلا دیکھ کر ہنستا ہے' حالانکہ وہ جانتا ہے کہ تمہاری مصیبتوں کا ازالہ جلدی ہونے والا ہے۔ (حدیث حسن ہے)

ارشاد گرامی ہے:

جہنم میں ایندھن بار بار ڈالے جانے کے بعد بھی وہ ھل من مزید پکارتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا تو وہ باہمی طور پر سمٹ جائے گی اور یہ کہے گی بس 'بس۔ (بخاری و مسلم)

ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! وہ جواباً عرض کریں گے لبیک وسعدیک تو اللہ تعالیٰ بآواز یہ ندا دیں گے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یہ حکم فرماتا

ہے کہ آپ اپنی اولاد میں سے ایسی جماعت نکالیں، جو جہنم میں جائے گی"۔
(بخاری و مسلم)

آپ کا ارشاد ہے:

تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ (براہ راست) اس طرح کلام فرمائے گا کہ اس کے اور تمہارے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا۔

مریض کو دم کرنے کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

ہمارا رب وہ ہے جو آسمان پر ہے، تیرا نام پاک و مقدس ہے۔ تیرا حکم آسمان و زمین میں جاری و ساری ہے جس طرح تیری رحمت آسمان پر ہوتی ہے۔ اے اللہ اسی طرح اپنی رحمتوں کو زمین پر نازل فرما، ہمارے گناہوں، کوتاہیوں کو معاف فرما، آپ اچھوں کے پروردگار ہیں۔ اپنی رحمتوں میں سے تھوڑی رحمت اور شفاؤں میں سے تھوڑی شفا نازل فرما تاکہ اس بیماری سے نجات حاصل ہو۔ (حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد وغیرہ)

ایک حدیث صحیح میں ہے:

"تم لوگ مجھ پر کیوں نہیں بھروسہ کرتے (یا ایمان نہیں لاتے) حالانکہ میں آسمان پر رہنے والوں کا امین ہوں"۔

اسی طرح آپ کا ارشاد ہے:

عرشِ ربانی پانی کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر جلوہ افروز ہے اور تمہارے احوال و کوائف سے بخوبی واقف ہے۔ (حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد وغیرہ سے مروی ہے)۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک باندی سے یہ سوال فرمانا کہ "اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟" تو اس نے جواب دیا: "آسمان پر" پھر فرمایا: "میں کون ہوں؟" تو اس نے جواباً عرض کیا "آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں"۔ چنانچہ حکم دیا کہ اس کو آزاد کردیا جائے کیونکہ یہ مسلمان ہے۔ (روایت کیا مسلم نے)۔

ایک حدیث حسن میں آیا ہے کہ:

بہترین ایمان یہ ہے کہ تم یہ یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہر جگہ ہے"۔ یعنی اللہ (جہاں پر بھی تم ہو) اپنے علم و قدرت سے حاضر و ناظر ہے ورنہ تو اس کی ذات پاک عرش بریں پر جلوہ افروز ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

"تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو نہ اپنے چہرے کے سامنے اور نہ داہنی طرف تھوکے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے ہاں اس کو اپنے بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لینا چاہیے"۔[1] (بخاری و مسلم)

---

[1] یہاں پر بھی معیت اپنے علم و قدرت سے ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مبارکہ ہے:

"اے اللہ تو ساتوں آسمان اور زمین کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے اور تو ہمارا اور ساری کائنات کا پروردگار ہے' دانہ اور گٹھلیوں کو پھاڑنے والا ہے' تورات و انجیل کو نازل کرنے والا ہے میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر اور اس جاندار کے شر سے جس کی جان آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ہی اول ہیں۔ آپ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور آپ آخر ہیں جس کے بعد کوئی چیز نہیں ہے اور آپ ظاہر ہیں تو آپ کے اوپر کوئی چیز نہیں اور آپ باطن ہیں آپ کے تحت کوئی شے نہیں' میرے قرضوں کو پورا فرما اور مجھے فقر سے نجات دے۔ (رواہ مسلم)

اسی قبیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان جب صحابہ کرام نے دعا کرتے وقت اپنی آوازوں کو بلند کر لیا تھا۔

"اے لوگو! اپنے اوپر رحم کرو (یعنی اپنی آوازوں کو پست رکھو) کیونکہ تم لوگ کسی بہرے اور نہ کسی غائب ذات کو پکار رہے ہو بلکہ تم لوگ ایسی ذات سے مناجات کر رہے ہو جو بہت زیادہ سننے والا اور غیر معمولی دیکھنے والا اور انتہائی قریب ہے وہ تو تم سے تمہاری سواری کی گردن سے زیادہ قریب ہے"۔ (رواہ بخاری و مسلم)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"تم لوگ (آخرت میں) اپنے رب کو اس طرح سے دیکھو گے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو جس میں کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تو (اگر تم لوگ اس شوق سے مشرف ہونا چاہتے ہو تو) طلوع شمس سے پہلے کی اور اس کے غروب کے پہلے کی نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو"۔ (یعنی فجر و عصر کی نماز میں)۔ (بخاری و مسلم)

اس طرح کی بہت سی دیگر احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتائی ہوئی چیزوں کے متعلق بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے لوگ ان تمام باتوں پر اس طرح سے ایمان و یقین رکھتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بغیر تحریف و تعطیل اور بغیر کسی تکییف و تمثیل کے بیان فرمایا ہے اور ان کا عقیدہ ایک درمیانی اور اعتدال پسندی پر مبنی ہے جس طرح یہ امت ساری امتوں میں امت وسط کے نام سے موسوم ہے۔

چنانچہ اہل سنت والجماعت کا صفات باری تعالیٰ کے سلسلہ میں عقیدہ میانہ ہوتے ہوئے اہل تعطیل فرقہ جہمیہ اور اہل تمثیل فرقہ مشبہ کے مابین ایک درمیانی نظریہ کا حامل ہے۔

اسی طرح اہل سنت والجماعت کا افعال باری تعالیٰ کے سلسلہ میں عقیدہ

فرقہ جبریہ اور فرقہ قدریہ وغیرہ کے درمیان میانہ روی اور اعتدال پسندی پر مبنی ہے۔

دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی وعیدوں سے متعلق یعنی گناہوں کی سزا کے بارے میں بھی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ فرقہ مرجبہ اور فرقہ قدریہ وغیرہ کے مابین اعتدال اور میانہ روی کا ہے۔

اسی طرح اسماء ایمان و دین سے متعلق (یعنی کن باتوں سے مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے یا جن سے نہیں ہوتا) اہل سنت والجماعت کا عقیدہ فرقہ حروریہ و معتزلہ اور فرقہ مرجبہ و جہمیہ کے مابین ہے جو میانہ روی اعتدال پسندی کا حامل ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے متعلق بھی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ شیعوں اور خوارج کے درمیان ایک معتدل عقیدہ ہے۔

فصل

ایمان باللہ کے متعلق جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس میں وہ تمام چیزیں آگئیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن) میں بیان کیا ہے اور جو اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے متواتر منقول ہیں۔
—اور اس پر اسلاف امت کا اجماع ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آسمانوں کے اوپر ساری مخلوقات سے بلند و بالا ہو کر اپنے عرش پر جلوہ افروز ہے۔ وہ ایسی ذات پاک ہے۔ جو ہمہ وقت (اپنے علم و قدرت) سے ان کے ساتھ ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس سے باخبر ہے ان دونوں باتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿هو الذي خلق السموات والأرض في ستة أيام ثم استوى على العرش يعلم ما يلج في الأرض وما يخرج منها وما ينزل من السماء وما يعرج فيها وهو معكم أينما كنتم والله بما تعملون بصير﴾

وہ وہی ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ وہ اسے بھی جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے اور اسے بھی جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور

جو چیز اس میں چڑھتی ہے وہ تمہارے ساتھ (علم سے) ہے خواہ تم کہیں بھی ہو اور خوب دیکھتا ہے جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ **وھو معکم** یعنی وہ تمہارے ساتھ ہے کے معنی یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی مخلوقات کے ساتھ خلط ملط رکھتا ہے کیونکہ یہ تشریح لغوی اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے اور اس طرح سے اجماع اسلاف امت کے بھی خلاف ہے۔ نیز مخلوقات میں اللہ تعالی کی پیدا کردہ فطرت کے بھی منافی ہے۔

اس کی مثال اس طرح ہے کہ چاند اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک چھوٹی سی نشانی آسمان میں پائی جاتی ہے جو ان لوگوں کے ساتھ رفیق سفر معلوم ہوتا ہے جو دور دراز علاقوں میں سفر کر رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان لوگوں کا بھی ہم نشین دکھائی دیتا ہے جو اپنے اپنے گھروں میں مقیم ہیں۔

اسی طرح اللہ تبارک و تعالی اپنے عرش بریں پر جلوہ افروز ہو کر اپنی ساری مخلوقات کی نگرانی کر رہا ہے اور ان کے سارے احوال و کوائف سے باخبر ہے اور ربوبیت کے تمام مفہوم و معانی کا جامع ہے اور اللہ تعالی کا اپنے متعلق یہ فرمانا کہ وہ عرش کے اوپر رہتے ہوئے بھی ہمارے ساتھ ہے' ایسا کلام برحق ہے جس کی حقانیت میں ذرہ برابر شکوک و شبہات کی نہ تو گنجائش ہے اور نہ کسی تاویل و تبدیلی کی ضرورت رکھتا ہے۔

لیکن پیدا ہونے والی بدگمانیوں سے حفاظت کی خاطر یہ بات کہی جا رہی

ہے۔ مثال کے طور پر اللہ کے کلام «في السَّماء» کے ظاہری لفظ سے کوئی شخص یہ مفہوم نہ اخذ کر بیٹھے کہ آسمان اللہ تعالیٰ کو سنبھالے ہوئے ہے یا اس پر سایہ فگن ہے) حالانکہ اس طرح کی تشریح و تاویل کو اہلِ علم و ایمان نے اجتماعی طور پر باطل قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی عظیم ہے کہ اس کی کرسی نے سمار رکھا ہے آسمانوں اور زمین کو' اور اپنی مرضی سے اس نے ان دونوں کو گرنے و زائل ہونے سے روک رکھا ہے اور اسی طرح آسمان کو زمین پر گر جانے سے روک رکھا ہے اور آسمان و زمین کا اس حکم سے قائم و دائم رہنا اس کی نشانیوں میں سے ہے۔

فصل

ایمان باللہ کے ضمن میں یہ عقیدہ بھی آتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں سے قریب ترین ہے اور ان کی دعاؤں کو سنتا اور شرف قبولیت سے نوازتا ہے۔ ان دونوں باتوں کا تذکرہ خود اللہ تعالی نے اس طرح کیا ہے۔

﴿وإذا سألك عبادي عني فإني قريب أجيب دعوة الداعِ إذا دعان﴾

اور جب آپ سے میرے بندے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں تو قریب ہی ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔ (سورہ البقرہ:۱۸۶)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"جس ذات پاک کو تم لوگ پکار رہے ہو وہ تمہاری سواری کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔"

قرآن و سنت میں باری تعالی کی قربت و معیت اپنے بندوں کے ساتھ جس انداز میں بیان کی گئی ہے وہ اس کے علو اور فوقیت کے منافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالی ایسی ذات پاک اور ستودہ صفات ہے جس کے مشابہ کوئی چیز نہیں، وہ بالا و برتر ہے اپنی قربت میں، اور قریب ترین ہے اپنی برتری و عظمت میں۔

فصل

اللہ اور اس کی کتابوں پر ایمان لانے کے ضمن میں اس کا بھی ایمان و یقین رکھنا ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام برحق اور غیر مخلوق ہے' اسی کی طرف سے اس کی ابتدا ہوئی اور اسی کی جانب لوٹ کر چلا جائے گا اور وہ اس کا کلام حقیقی ہے اور وہ قرآن جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے وہ کسی دوسرے کا کلام نہیں بلکہ وہ اس کا حقیقی کلام ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کے کلام کی نقل و حکایت یا اس کی تعبیر کہنا جائز نہیں۔ بلکہ جب اسے لوگ پڑھتے ہیں یا لکھتے ہیں تب بھی وہ اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام برحق باقی رہتا ہے' کیونکہ کلام حقیقی معنوں میں اس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جس نے اس کی ابتداء کی ہو' نہ کہ اس کی طرف جو دوسروں کو پہنچا رہا ہو۔

قرآن کریم حروف و معانی پر مشتمل اللہ تعالیٰ کا کلام ہے' ایسا نہیں کہ کلام اللہ صرف حروف بدون معانی کا نام ہے یا معانی بدون حروف کو کہا جائے۔

فصل

اللہ تعالیٰ اور اس کی کتابوں اور فرشتوں اور رسولوں پر ایمان لانے کے ضمن میں اس کا بھی یقین رکھنا ضروری ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ کو قیامت

کے دن اپنی آنکھوں سے واضح طور پر اس طرح دیکھیں گے جس طرح سورج کو صاف فضاؤں میں یا چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں جس کے مشاہدے میں کسی طرح کی مزاحمت نہیں کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بروز قیامت ایک کشادہ میدان میں جمع ہو کر کریں گے پھر اس کے بعد جنت میں داخلہ کے بعد دیدار سے مشرف ہوں گے جس طرح اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔

فصل

یوم آخرت پر ایمان

یوم آخرت پر ایمان لانے کے معنی یہ ہیں کہ ان تمام باتوں پر ایمان لایا جائے جن کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جو موت آنے کے بعد پیش آئیں گی۔

چنانچہ فتنہ قبر، عذاب قبر اور اس کی نعمتوں پر ایمان و یقین رکھا جائے۔

قبر کی آزمائش اس طور پر ہوگی کہ دو فرشتے آکر یہ سوال کریں گے :
"تمہارا رب کون ہے؟ تمہارا دین کیا ہے؟ تمہارا نبی کون ہے؟" چنانچہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں قولِ ثابت کی بناء پر ثابت قدم رکھیں گے اور وہ اس کے جواب میں کہیں گے کہ ہمارا رب اللہ ہے اور ہمارا دین اسلام ہے اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور کافر جواباً کہیں گے ہائے' ہائے ہم کچھ نہیں جانتے' ہم نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تو ہم نے بھی کہہ دیا اس کے بعد اسے لوہے کے ایک گرز سے اتنے زور سے مارا جائے گا کہ اس کی چیخ انسان کے علاوہ ساری مخلوقات سنے گی۔ اگر انسان اسے سن لے تو وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ پھر اس آزمائش سے

گزرنے کے بعد انسان یا نعمتوں سے نوازا جائے گا یا عذابوں سے دوچار ہوگا اور یہ صورتحال قیامت کے قائم ہونے تک جاری رہے گی چنانچہ اس کے بعد مردوں کو زندہ کیا جائے گا اور وہ تمام خبریں رونما ہوں گی جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی ہیں اور جس کی صداقت اور حقانیت پر سارے مسلمانوں کا ایمان و یقین ہے۔

چنانچہ لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے پیر برہنہ حالت میں غیر مختون اللہ العالمین کی طرف اٹھ کھڑیں ہوں گے اور سورج غیر معمولی تاب و تمازت کے ساتھ قریب تر ہو جائے گا اور لوگ گلے تک پسینہ میں شرابور ہو جائیں گے۔

پھر اس کے بعد ترازو رکھی جائے گی جس سے لوگوں کے اعمال تولے و پرکھے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

﴿فمن ثقلت موازينه فأولئك هم المفلحون ومن خفت موازينه فأولئك الذين خسروا أنفسهم في جهنم خالدون﴾

البتہ جس کسی کا پلہ بھاری ہوگا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے اور

جس کسی کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ لوگ وہ ہوں گے جنھوں نے اپنا نقصان کرلیا اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورہ المومنون: ۱۰۲۔۱۰۳)

اور اعمال نامے پیش کردئے جائیں گے تو کچھ لوگ اپنے داہنے ہاتھوں سے پکڑیں گے تو کچھ دوسرے لوگ بائیں ہاتھوں سے حاصل کریں گے اور کچھ اور لوگ اپنی پشتوں کے پیچھے سے لیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿وكل إنسان ألزمناه طائره في عنقه ونخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشورا اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً﴾

اور ہر انسان کا عمل نامہ ہم نے اس کے گلے کا ہار بنا رکھا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ نکال کر سامنے کردیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھ لے گا (لے) اپنا اعمال نامہ پڑھ آج تو خود اپنے حق میں حساب کرنے کے لیے کافی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ مخلوقات سے حساب وکتاب لے گا اور اپنے مومن بندوں سے خلوت میں حساب لے گا چنانچہ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے جیسا کہ قرآن وسنت میں آیا ہے۔

اور کافروں سے محاسبہ ان کے اعمال کو ترازو میں تول کر نہیں لیا جائے گا

کیونکہ ان کے پاس سوائے گناہوں کے کوئی نیکی نہیں ہوگی' ہاں ان کے اعمال کا شمار کیا جائے گا اور وہ اس کا اعتراف و اقرار کریں گے۔

حوض کوثر کا بیان

اور قیامت کے دن میدان حشر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض کوثر ہوگا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا اور اسے پینے کے برتن آسمان کے ستاروں جیسے لاتعداد ہوں گے اور اس کی لمبائی و چوڑائی ایک ایک ماہ کے مسافت کے بقدر ہوگی جس نے اسے ایک بار بھی پی لیا اسے دوبارہ کبھی پیاس نہیں محسوس ہوگی۔

پل صراط کا بیان:

اور صراط جہنم کے اوپر بنا ہوا ایک پل ہے جو جنت اور جہنم کے درمیان ہے لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق (تیز و سست رفتاری) سے گزریں گے' چنانچہ کچھ لوگ بجلی کی چمک کی طرح گزر جائیں گے اور کچھ لوگ پلک جھپکتے میں گزر جائیں گے' پھر درجہ بدرجہ۔ کچھ ہوا کی سی تیزی سے اور کچھ گھوڑے کی رفتار سے اور کچھ لوگ اونٹ کی چال سے اور کچھ تیز دوڑتے ہوئے اور کچھ پیدل چل کر اور کچھ لوگ گھسٹ گھسٹ کر گزر جائیں گے اور کچھ لوگوں کو دبوچ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا کیونکہ پل صراط پر دو رویہ کچھ

آنکڑے و کانٹے لگے ہوئے ہوں گے وہ لوگوں کے اعمال کے مطابق پکڑ لیں گے۔

جو شخص پل صراط پر سے صحیح و سالم گزر جائے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ جنت و دوزخ کے درمیان ایک پل پر سارے لوگوں کو روکا جائے گا جہاں ایک دوسرے سے قصاص و بدلہ لیا جائے گا پھر جب لوگ گناہوں سے پاک و صاف کر دیئے جائیں گے تو جنت میں جانے کا پروانہ دیا جائے گا۔

جنت کا دروازہ سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھولا جائے گا اور ساری امتوں میں امت محمدیہ ہی سب سے پہلے جنت میں جائے گی۔

شفاعت کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قیامت کے دن تین طرح کی شفاعتیں ہوں گی:

پہلی شفاعت میدان حشر میں حساب و کتاب و فیصلے شروع کرنے کے سلسلے میں ہوگی جبکہ دوسرے انبیاء کرام حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہم السلام اس شفاعت سے معذرت کر دیں گے چنانچہ آپ کی یہ شفاعت شرف قبولیت سے نوازی جائے گی۔

دوسری شفاعت اہل جنت کے لیے ہوگی تاکہ ان کو اس میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔

یہ دونوں شفاعتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہیں۔

تیسری شفاعت ان مومن بندوں کے لئے ہوگی جو اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوجانے کے مستحق ہوں گے۔ اس شفاعت کا اعزاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء کرام و صدیقین عظام و عشرہ مبشرہ کو بھی حاصل ہوگا۔ جو اس کے مستحق ہوچکے ہوں گے چنانچہ یہ لوگ ان لوگوں کے جہنم میں داخل نہ ہونے کی شفاعت کریں گے اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکالنے کے سلسلہ میں بھی سفارش کریں گے جو اپنے گناہوں کی وجہ سے داخل ہوچکے ہوں گے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے بغیر کسی سفارش کے مومنین کی ایک بڑی تعداد کو جہنم سے نکالیں گے۔

جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی جنت میں مزید گنجائش باقی رہ جائے گی چنانچہ اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو پیدا فرماکر جنت میں داخل کریں گے۔

آخرت سے متعلق حساب و کتاب' ثواب و عذاب' جنت و جہنم کی تفصیلات کا ذکر آسمانی کتابوں اور نبیوں سے مروی علوم و معارف اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں موجود ہیں۔ ان کے مطالعہ سے اطمینان قلب ہو جاتا ہے۔

قضاو قدر پر ایمان:

فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت اچھی و بری تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں۔

تقدیر پر ایمان کے دو درجے ہیں اور ہر درجہ دو چیزوں کا متقاضی ہے۔

پہلا درجہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی مخلوقات سے اچھی طرح مطلع و باخبر ہے اور اس کا علم کامل رکھتا ہے اور وہ اس کے علم قدیم کے مطابق عمل کر رہے ہیں جس سے وہ ازلی و ابدی طور پر موصوف ہے اور ان کے سارے احوال و کوائف، عبادت، گناہوں، روزی اور اموات کا علم کامل رکھتا تھا پھر اس نے لوح محفوظ میں ساری مخلوقات کی تقدیریں لکھ دیں ہیں۔

چنانچہ سب سے پہلے اس نے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ لکھ۔ قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالٰی نے فرمایا قیامت تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کو لکھ دے۔

لہٰذا انسان نے جو کچھ درست کیا اسے غلط نہیں کر سکتا اور جو چیز اس نے غلط کی اسے درست نہیں کر سکتا تھا، کیونکہ قلم خشک ہو چکے ہیں اور صحیفے لپیٹے جا چکے ہیں۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿ألم تعلم أن الله يعلم ما في السماء والأرض إن ذلك في كتاب إن ذلك على الله يسير﴾

کیا تمہیں علم نہیں کہ اللہ واقف ہے ہر اس چیز سے جو آسمان اور زمین میں ہے' یہ سب لوح محفوظ میں درج ہے' بے شک (یعنی فیصلہ) اللہ کے نزدیک آسان ہی ہے۔ (سورہ حج: ٧٠)

مزید ارشاد ہے:

﴿ما اصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم إلا في كتاب من قبل ان نبرأها ان ذلك على الله يسير﴾

کوئی سی بھی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں' مگر یہ کہ سب ایک رجسٹر میں لکھی ہیں قبل اس کے کہ ہم ان جانوں کو پیدا کریں یہ اللہ کے لیے آسان ہے۔ (سورہ الحدید : ٢٢)

اور اس طرح کی تقدیر جو اللہ تعالیٰ کے علم کے تابع اور مطابق ہے۔ مختلف مواقع (اجمالی و تفصیلی طور) پر پائی جاتی ہیں لہٰذا اس نے لوح محفوظ میں جو جی چاہا لکھ دیا ہے اور جب ماں کے پیٹ میں بچے کے جسم کی خلقت مکمل فرمالیتا ہے تو جان ڈالنے سے قبل ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کے لکھنے کا حکم دیتا ہے۔ اس کو روزی کتنی ملے گی' اس کی موت کب اور کہاں آئے گی' اس کے اعمال کیسے ہوں گے' وہ نیک بخت ہوگا یا بد بخت

ہو گا۔

اس نوعیت کی تقدیر کا غالی قسم کے فرقہ قدریہ کے لوگ انکار کرتے تھے لیکن آج کل اس کے منکرین کمیاب ہیں۔

تقدیر کا دوسرا درجہ : مشیت الٰہی اور قدرت کاملہ ہے جو کہ پوری ہو کر رہتی ہے، چنانچہ ہمارا ایمان ہے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب مشیت الٰہی کا نتیجہ ہے اور کوئی چیز اس کی مشیت و قدرت کے بغیر نہیں ہوتی، پس وہی کچھ ہوتا ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور جو اس نے نہیں چاہا وہ نہیں ہوتا۔

اور اللہ تعالیٰ کائنات کی ہر چیز پر خواہ وہ موجود ہو یا معدوم قدرت کاملہ رکھتا ہے اور آسمان و زمین کی ہر چیز کا وہ خالق و مالک اور وہی اس کا پروردگار ہے اس لیے اس نے اپنے بندوں کو اپنی عبادت اور اپنے رسولوں کی اطاعت کا حکم اور نافرمانی سے منع فرمایا ہے۔

وہ ایسی ذات پاک ہے جو پرہیزگاروں اور احسان و انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور ان لوگوں سے راضی ہو جاتا ہے جو ایمان لے آئے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں۔

اور وہ کافر لوگوں سے نفرت کرتا ہے اور فسق و فجور کرنے والوں سے ناراض ہوتا ہے او وہ بے حیائیوں سے روکتا ہے اور اپنے بندوں سے کفر و

فساد پسند نہیں کرتا ہے۔

اور بندوں سے اعمال حقیقی طور پر صادر ہوتے ہیں اور اللہ تعالی ان کے افعال کا خالق ہے اور بندہ ہی مومن و کافر، نیک و بد، نمازی و روزہ دار ہوتا ہے اور بندوں کو اپنے اعمال کے بجا آوری میں پوری قدرت و طاقت ہوتی ہے نیز اس میں ان کی اختیار و ارادے کا بھی پورا دخل ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالی ان کا اور ان کے ارادے اور قدرت کا بھی خالق ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿لمن شاء منكم أن يستقيم وما تشاءون إلا أن يشاء الله رب العالمين﴾

ترجمہ: تم میں سے جو کوئی چاہے سیدھا چلے (اس کے لئے نصیحت ہے) اور نہیں چاہتے تم مگر اللہ چاہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہیں۔

تقدیر کی مذکورہ قسم کا فرقہ قدریہ کے لوگ انکار کرتے ہیں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس امت کا مجوسی قرار دیا ہے کیونکہ وہ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔

دوسری طرف فرقہ جبریہ کے لوگ ہیں جو تقدیر کے اثبات میں غلو سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ بندے سے قدرت و اختیار سلب کرلیا گیا ہے اور بندہ اپنے اعمال کا خالق بھی نہیں ہے اور نہ تو اسے کوئی قدرت اور نہ حرکت

وہ بس مجبور محض ہے۔ (اعمال کی نسبت مجازی طور پر اس کی طرف کی جاتی ہے)۔

اور ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے افعال و احکام کو (جس سے اپنے بندوں کو اس نے مکلف فرمایا ہے) حکمت و مصلحت سے عاری قرار دیا ہے۔

فصل

ایمان قول و عمل کا مجموعہ ہے

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ دین و ایمان، قول و عمل کے مجموعہ کا نام ہے۔ یعنی عقیدہ توحید اور اس کی شہادت کا دل و زبان سے اقرار و اعتراف کرنا اور اس طرح اعضاء و جوارح سے عمل پیرا ہونا ہے۔

وہ اس کا بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایمان طاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت سے کم ہو جاتا ہے اور وہ بایں ہمہ اہل قبلہ کی محض گناہوں کے ارتکاب سے تکفیر نہیں کرتے جس طرح کے خارجی فرقے کے لوگ انہیں کافر قرار دیتے ہیں بلکہ اسلامی اخوت اور ایمانی روابط گناہ کبیرہ کے ارتکاب کے بعد بھی باقی رہتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿فمن عفى له من أخيه شيء فاتباع بالمعروف وأداء إليه بإحسان﴾

ہاں جس کسی کو اس کے بھائی (فریق مقابل) کی طرف سے کچھ معافی حاصل ہو جائے سو مطالبہ معقول اور نرم طریق پر کرنا چاہئے اور مطالبہ کو اس کے پاس خوبی سے پہنچا دینا چاہئے۔ (سورہ البقرہ : ۱۷۸)

﴿وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما فإن بغت إحداهما على الأخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء إلى أمر الله فإن فاءت فأصلحوا بينهما بالعدل وأقسطوا إن الله يحب المقسطين إنما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم﴾

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کرو، پھر اگر ان میں ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کر رہا ہے یہاں تک کہ وہ رجوع کر لے اللہ کے حکم کی طرف، پھر اگر وہ رجوع کر لے تو ان کے درمیان اصلاح کرو، عدل کے ساتھ اور انصاف کا خیال رکھو۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اصلاح کر دیا کرو۔ (الحجرات : ۹-۱۰)

اور اہل سنت والجماعت معتزلہ کی طرح ملتِ اسلام پر رہنے والے فاسق وفاجر سے اسلام کی نفی نہیں کرتے اور نہ اسے گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں جانے کا مستحق قرار دیتے ہیں بلکہ اسے ایمان مطلق کا حامل تصور کرتے ہیں اور اسے ایسا مومن سمجھتے ہیں جو ناقص الایمان ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی میں ہے :

﴿فتحریر رقبة مؤمنة﴾

تو ایک مسلمان غلام کو آزاد کرنا ہے۔

دوسری طرف اس کا ایمان ایسے ایمان مطلق و کامل کے مفہوم کے مطابق نہیں سمجھتے جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں فرمائی ہے :

﴿إنما المؤمنون الذين إذا ذكر الله وجلت قلوبهم وإذا تليت عليهم آياته زادتهم إيماناً وعلى ربهم يتوكلون﴾

ایمان والے تو بس وہ ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار ہی پر توکل رکھتے ہیں۔ (سورہ الانفال : ۲)

اور جس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح فرمایا ہے:

زنا کرنے والا زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا' شراب پینے والا شراب نوشی کے وقت مومن نہیں رہتا' چوری کرنے والا چوری کرتے وقت مومن نہیں رہتا اور جب کوئی شریف شخص کوئی قیمتی چیز لوٹتا ہے اور لوگ اسے ایسا کرتے دیکھتے ہیں تو وہ مومن نہیں ہوتا۔

اور اس طرح کے اعمال و گناہ کبیرہ کے مرتکب کے متعلق ہم کہتے ہیں کہ ایسا شخص مومن ہے جو ناقص الایمان ہے یا جو اپنے ایمان کے اعتبار سے تو مومن ہے لیکن گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق و فاجر ہے اس لیے ہم نہ اسے مومن مطلق کہتے ہیں اور نہ ہی اس سے گناہ کبیرہ کی وجہ سے ایمان مطلق کی نفی کرتے ہیں۔

فصل

فضائل صحابہؓ

اہل سنت والجماعت کے عقیدے کا یہ بھی اصول ہے کہ اپنے دلوں و زبانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے کسی طرح کی بدگمانی وطعن و تشنیع سے محفوظ رکھا جائے۔

جیسا کہ خود اللہ تعالی نے مومنین کی صفات بیان کرتے ارشاد فرمایا ہے:

﴿والذين جاءوا من بعدهم يقولون ربنا اغفر لنا ولإخواننا الذين سبقونا بالإيمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا إنك رؤوف رحيم﴾

اور ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو ان کے بعد آئے (اور وہ) یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم

سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے اے ہمارے پروردگار! تو بڑا شفیق ہے، مہربان ہے۔

(سورہ حشر : ۱۰)

جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے متعلق ارشاد فرمایا :

"میرے صحابہ کو گالیاں نہ دو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اگر تم سے کوئی بھی احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر دے تو ان کی ایک ہتیلی کے بقدر انفاق بلکہ نصف کے برابر بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔"

کتاب و سنت اور اجماع سے جو کچھ بھی صحابہ کرام کے فضائل و مراتب کے متعلق ثابت و منقول ہے اہل سنت والجماعت اسے تہ دل سے تسلیم کرتے ہیں اور صلح حدیبیہ سے قبل جن صحابہ کرام نے انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد کیا ان کی ان حضرات پر فضیلت کے قائل ہیں جنہوں نے اس کے بعد انفاق اور جہاد کیا ہے۔ اسی طرح ہم مہاجرین کو انصار پر فضیلت دیتے ہیں اور اس پر بھی ایمان و یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی، یہ فرمایا ہے :

«اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم»

تم لوگ جو جی چاہے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی

ہے
اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جہنم میں ہرگز وہ شخص نہ جائے گا جس نے درخت کے نیچے یعنی بیعت رضوان میں شرکت کی تھی جس کے متعلق خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضی اللہ عنہم اور رضوعنہ فرما کر بشارت دی ہے جن کی مجموعی تعداد ایک ہزار چار سو یا اس سے زائد تھی۔

اور جنت کی بشارت ہر اس شخص کے لیے دیتے ہیں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت دی ہے جیسے عشرہ مبشرہ اور ثابت بن قیس بن شماس وغیرہ ہیں۔ یہ سبھی حضرات صحابہ کرام میں سے ہیں۔

اور اہل سنت والجماعت اس بات کا بھی اقرار و اعتراف کرتے ہیں جو امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ سے نقل تواتر سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ترین شخص حضرت ابو بکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں اور احادیث و آثار سے ایسی ہی ترتیب ثابت ہوتی ہے۔ نیز صحابہ کرام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قبل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت و خلافت پر اتفاق و اجماع کر لیا تھا۔ اگرچہ اہل سنت والجماعت میں اس مسئلہ پر یگونہ اختلاف رہا ہے کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر کی بالاتفاق فضیلت اور فوقیت تسلیم کر لینے کے بعد حضرت عثمان اور حضرت

علی میں کون افضل ہے چنانچہ کچھ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو افضل قرار دے کر سکوت اختیار کیا ہے اور چوتھا مرتبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص فرمایا ہے اور ایک دوسری جماعت حضرت علیؓ کی افضلیت کی قائل ہے اور ایک تیسرے طبقہ نے اس مسئلہ کو خارج از بحث و مناظرہ قرار دے کر سکوت و توقف کا دامن تھامنے کا مشورہ دیا ہے۔

لیکن آخر میں اہل سنت والجماعت اس بات پر متفق اور متحد ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسئلہ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فوقیت و افضلیت رکھتے ہیں۔ دوسری طرف اہل سنت والجماعت کے یہاں حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہم کے مابین تقابلی و تفضیلی معاملہ کچھ ایسا بنیادی مسئلہ نہیں ہے جس میں کوئی قدرے اختلاف رائے سے گمراہ قرار دیا جائے لیکن جب اس مسئلہ کو بیعت و خلافت سے جوڑ دیا جائے اور خلفائے ثلاثہ کی خلافت اور اس میں قائم شدہ ترتیب کو تسلیم نہ کیا جائے جس طرح اہل سنت والجماعت ایمان و یقین رکھتے ہیں تو یہی مسئلہ گمراہ کن بن جاتا ہے کیونکہ ہم ایمان رکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے اور جو شخص ان کی خلافت اور اس کی مذکورہ ترتیب پر طعن و تشنیع کرتا ہے تو وہ اپنے

گدھے سے بھی زیادہ احمق ہے۔

اہل سنت والجماعت اہل بیت سے محبت وہمدردی رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کو جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم کے دن ان الفاظ میں فرمایا تھا: "کہ میں تم لوگوں کو اللہ کا واسطہ دے کر اپنے اہل بیت کے متعلق یاددہانی کراتا ہوں" دل و جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔

اسی طرح وہ اس ارشاد گرامی کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بنی ہاشم کے ساتھ قریش کے بعض افراد کی سختیوں کا شکوہ سن کر فرمایا تھا:

"قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ لوگ اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ تم لوگوں سے للہ اور میری قرابت کی وجہ سے محبت نہیں کریں گے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے بنی اسماعیل کو منتخب فرمایا اور بنی اسماعیل میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا اور کنانہ میں قریش کو منتخب فرمایا اور قریش سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا اور میری ذات کو بنی ہاشم سے منتخب فرمالیا ہے"۔

(تاکہ رسالت و نبوت بلکہ ختم نبوت کے عظیم الشان منصب سے

مشرف فرمائیں)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات امہات المومنین سے بھر پور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور یہ ایمان رکھتے ہیں کہ یہ سبھی امت مسلمہ کی مائیں اور آخرت میں بھی آپؐ کی پاکیزہ بیویاں ہوں گی۔ ان میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اولادوں کی ماں ہیں۔ یہ وہی خاتون ہیں جو آپ پر سب سے پہلے ایمان لائیں اور آپ کی ہر طرح سے غیر معمولی مدد و نصرت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بڑی شرف و منزلت والی خاتون اول تھیں۔

ان ازواج مطہرات میں دوسری قابل ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے متعلق ارشاد ہے "عائشہ کی فضیلت ساری عورتوں پر اس طرح ہے جیسے ثرید کی فضیلت سارے کھانوں پر ہوتی ہے"۔

اہل سنت والجماعت شیعوں کے انداز فکر اور طرز عمل سے براءت اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جو صحابہ کرام سے بغض رکھتے ہیں اور انہیں گالیاں دیتے ہیں۔

اسی طرح ان خوارج کے طور و طریقے سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں

جو اہل بیت کو اپنے قول و فعل سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت مشاجرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موضوع پر توقف اختیار کرتے ہوئے اپنی زبانوں کو قابو میں رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان حضرات پر طعن و تشنیع پر مشتمل جو روایات منقول ہیں یا تو وہ کذب و افتراء کے قبیل سے ہیں اور یا اس میں کمی و زیادتی کی آمیزش کی گئی ہے اور نہیں تو اس سلسلہ میں غیر معمولی تحریف و تبدیلی سے کام لیا گیا ہے۔

اور جو روایات اس مسئلہ میں صحیح وارد ہوتی ہیں اس میں ان کو معذور سمجھتے ہوئے یا تو حق پر پہنچنے والا مجتہد اور یا غلطی کرنے والا مجتہد خیال کرتے ہیں اور بایں ہمہ صحابہ کرام کے متعلق وہ یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ ان میں ہر شخص گناہ کبیرہ و صغیرہ کے ارتکاب سے معصوم و محفوظ ہے بلکہ گناہوں کا صدور ان سے ممکن ہے لیکن ان کے اعمال صالحہ اور فضائل حسنہ کی کثرت کی وجہ سے اگر بالفرض کچھ گناہ سرزد بھی ہو جائیں تو وہ معاف ہو جاتے ہیں سو ان کے گناہ اتنے معاف کئے جاتے ہیں جتنے ان کے بعد میں آنے والوں کے نہیں معاف کیے جاتے کیونکہ ان کے پاس اعمال صالحہ ہیں جو بعد میں آنے والوں کو حاصل نہیں ہے۔

چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"یہ لوگ (صحابہ کرام) بہترین زمانے میں ہیں جب ان میں کوئی شخص ایک مٹھی برابر صدقہ کرتا ہے تو بعد میں آنے والوں کے جبل احد کے برابر سونا خرچ کرنے سے افضل ہے"

جب ان حضرات میں سے کسی ایک سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو وہ اس سے فوراً توبہ کر لیتا ہے یا اتنے اعمال حسنہ کرتا ہے جس سے اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں یا اس کے سابقہ اعمال صالحہ کی وجہ سے معاف کر دیے جاتے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے ان پر فضل خاص ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ آپ کی شفاعت کے زیادہ حقدار ہیں یا دنیاوی زندگی میں ایسی کسی آزمائش میں مبتلا کر دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

مذکورہ صورتیں ان سرزد گناہوں کے متعلق ہیں جن میں ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں' تو ان امور کے متعلق کیا حال ہو گا جو اپنے اپنے اجتہادی خیالات کی وجہ سے رونما ہوئے۔ سو اس میں جو لوگ حق پر تھے ان کو دوہرا اجر ملے گا اور جو لوگ غلطی پر تھے وہ ایک اجر کے مستحق ہوں گے اور ان کی غلطی بخش دی جائے گی۔ پھر بعض صحابہ کرام سے قابل گرفت چیزیں جو منقول ہیں وہ ان کے بقیہ فضائل و محاسن کے پیش نظر انتہائی معمولی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان حضرات کا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایمان لانا اور دین اسلام کے لیے جہاد و ہجرت کرنا اور اس کی مدد و نصرت کے لیے جان و مال کی قربانی دینا اور علم نافع حاصل کرنا اور عمل صالح میں سبقت لے جانا یہ سب ایسی خوبیاں و قربانیاں ہیں جن کے سامنے وہ معدودے چند کوتاہیاں ہیچ نظر آتی ہیں۔

اگر کوئی شخص ان حضرات پاک طینت کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرے تو اسے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ صحابہ کرام' انبیائے کرام کے بعد درجہ پانے والے بہترین لوگ ہیں۔ نہ ان جیسے لوگ ماضی میں پیدا ہوئے اور نہ آئندہ پیدا ہوں گے۔ یہ تمام امتوں میں سے بہترین امت کے بہترین زمانے کے منتخب لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک غیر معمولی شرف و منزلت والے ہیں۔

☆ اولیائے کرام کی کرامات:

اہل سنت والجماعت کے اصول میں سے اولیاء اللہ کی کرامات اور ان تمام چیزوں کی تصدیق کرنا ہے جو ان کے ذریعہ خلاف عادت' کشف و کرامت کے قبیل سے رونما ہوتی ہیں۔ اس طرح کی چیزیں سابقہ امتوں میں بھی' جن کا تذکرہ سورہ الکہف وغیرہ میں ہوا ہے نیز اس امت کے سلف صالحین' صحابہ و تابعین اور تمام جماعتوں میں پائی جاتی ہیں اور اس کا سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔

فصل

اتباع رسولؐ کی اہمیت

اہل سنت والجماعت کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری اور باطنی سبھی سنتوں پر عمل پیرا ہونا ہے۔ اس طرح سلف صالحین، انصار، مہاجرین اور خلفائے راشدین کے طور طریقے کی اتباع کرنا ہے کیونکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کو اپنی اور ان کے اتباع کی اس طرح وصیت فرمائی ہے۔

"میری اور ہدایت یاب خلفائے راشدین کی سنتوں کو میرے بعد مضبوطی سے تھام لو، اور بدعتوں سے اپنے آپ کو بچائے رکھو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

اور اہل سنت والجماعت اس کا یقین رکھتے ہیں کہ سب سے سچا اور اچھا کلام، اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو دوسرے سارے کلاموں پر فوقیت و ترجیح دیتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و شریعت کو دوسرے سارے نظام ہائے عالم پر مقدم و مفضّل سمجھتے ہیں انہی خوبیوں کی وجہ سے انہیں اہل کتاب و سنت کہا جاتا ہے اور اہل سنت والجماعت کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں

کیونکہ جماعت کے معنی اجتماع کے ہوتے ہیں جس کی ضد افتراق و اختلاف ہے اگرچہ لفظ جماعت ان سارے لوگوں کے لیے بولا جاتا ہے جو کسی خاص عقیدے پر متفق ہو چکے ہوں۔

اور اجماع' اہل سنت والجماعت کا وہ تیسرا' اصل اصول[1] ہے جس پر دین کی بنیاد رکھی گئی ہے اور ان تین بنیادوں کی کسوٹی پر لوگوں کے ظاہری و باطنی اقوال و افعال کو جن کا تعلق دین سے ہوتا ہے' پرکھے و جانچے جاتے ہیں۔

اور قابل اعتبار و لائق اعتماد وہی اجماع ہے جس پر سلف صالح نے اجماع و اتفاق کیا ہو کیونکہ ان کے بعد امت مسلمہ میں اختلافات بڑھ گئے اور ان کا شیرازہ بکھر گیا ہے۔

---

[1] ہم دین کی پہلی اصل قرآن کریم اور دوسری اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ ہے۔

فصل

دعوت دین و حسنِ عمل و حسن خلق

اہل سنت والجماعت مذکورہ بالا اصول پر ایمان و یقین لانے کے ساتھ ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور سنت و شریعت کے تقاضوں کے مطابق عمل صالح کی دعوت دیتے ہیں۔

اور وہ حج و جہاد اور جمعہ و عیدین میں امراء المسلمین کی امامت کو قبول کرتے ہیں چاہے وہ نیک اور دیندار ہوں یا فسق و فجور کے کردار کے ہوں۔

اسی طرح وہ جماعتوں کے ساتھ وابستہ رہنے اور انہیں اختلاف وافتراق سے روکتے ہیں اور امت میں دعوت و نصیحت کا کام انجام دیتے ہیں، اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی پر پورا ایمان واعتقاد رکھتے ہیں:

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے اس عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو جکڑے ہوئے ہوتا ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرکے دکھایا۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کی مثال باہمی محبت، رحم دلی و ہمدردی میں اس جسم کی طرح

ہے کہ اگر ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا جسم اس کی خاطر بےخوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور یہ لوگ مصیبت کے وقت صبر و استقامت کی تلقین کرتے ہیں اور خوشحالی کے وقت حمد و شکر کی تعلیم دیتے ہیں اور قضا و قدر پر راضی رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور اخلاق حسنہ و اعمال صالحہ سے متصف و عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی :

"تم میں سے کامل ترین ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اچھے اخلاق والے ہیں" پر پورا ایمان و یقین رکھتے ہیں۔

اور وہ اس کی تعلیم دیتے ہیں کہ "تم سے جو قطع رحمی کرے اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم سے روک لے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم و ستم کرے اس سے عفو و درگزر کرو"۔

اور وہ والدین کے ساتھ نیکی و احسان کا اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا اور یتیموں کے ساتھ شفقت و محبت کا اور مسافروں کے ساتھ ہمدردی کا اور غلاموں کے ساتھ نرمی کا حکم دیتے ہیں۔

اور وہ لوگ فخر و مباہات اور تکبر و غرور و بے حیائی و فحاشی اور بد زبانی و الزام تراشی سے منع کرتے ہیں وہ بلند اخلاق کا حکم اور بد اخلاقی سے روکتے

ہیں۔

وہ لوگ مذکورہ بالا تعلیمات اور اپنی تمام قولی و عملی دعوت و عبادت میں کتاب و سنت کی مکمل اتباع کرتے ہیں اور ان کا نظام حیات، دین اسلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر مبعوث فرمایا ہے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے مصداق کہ :

"میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی سارے کے سارے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے اور وہ جماعت والے ہیں۔ یعنی اہل سنت والجماعت۔

ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر یوں فرمایا ہے:

"وہ لوگ ان چیزوں پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے اصحاب ہیں"۔

چنانچہ خالص دین اسلام کو مضبوطی سے پکڑنے والے، جس میں کسی طرح کی آمیزش نہیں ہوتی، یہی اہل سنت والجماعت ہیں۔ ان میں صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور ان ہی میں رشد و ہدایت کے علمبردار اور تاریکیوں میں روشنی کے مینار پائے جاتے ہیں جن کے بعض فضائل و مناقب کا ذکر ہو چکا ہے۔

اور ان میں دین و دعوت کے مجدّد دین و رشد و ہدایت کے ائمہ ہوا کرتے ہیں۔ جن کی ہدایت و صداقت پر امت مسلمہ اتفاق و اجماع کرتی ہے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے مصداق و مراد ہوتے ہیں۔

"میری امت میں برابر ایک گروہ حق پر قائم رہے گا جس کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہوگی، لوگ ان کا ساتھ چھوڑ کر یا ان کی مخالفت کر کے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے تا آنکہ (اللہ تعالیٰ کا حکم آن پہنچے) قیامت آ جائے"۔

لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ ہم کو اس جماعت میں شامل فرمائے اور ہدایت یافتہ ہونے کے بعد ہمارے دلوں کو گمراہ نہ کرے اور اپنے بے پناہ فضل و کرم سے عطا کرے۔ وہی ذات پاک بے حساب دینے والی ہے" واللہ اعلم

وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً

فہرست مضامین

نام مضامین | **صفحہ نمبر**



المملكة العربية السعودية
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد

العقيدة الواسطية

تأليف

شيخ الإسلام أحمد بن عبدالحليم بن تيمية

ترجمه إلى الأردية

سعيد أحمد قمر الزمان